

تعارف و تبصرہ

ہجرتِ مصطفیٰ

مصنف: محمد علاؤ الدین ندوی

ناشر: مجلس علم و عرفان لکھنؤ - ملنے کا پتا: ندوی بک ڈپو - ندوۃ العلماء، لکھنؤ

سنائعت: ۱۹۹۷ء، صفحات: ۴۴۸، قیمت: ۹۲ روپے

سیرتِ نبوی پر مختلف زبانوں میں اور متعدد پہلوؤں سے ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور ایک عظیم اور وسیع کتب خانہ وجود میں آ گیا ہے۔ البتہ واقعاتِ سیرت میں سے کسی خاص واقعہ کو پیش نظر رکھ کر مستقل کتابیں کم لکھی گئی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں ہجرتِ مدینہ کو بنیاد بنا کر اس کی عظمت اور مضمرات سے مفصل بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں پہلے ہجرت کے مفہوم اور اسلامی تاریخ میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر ہجرتِ حبشہ، ہجرتِ ابو بکر صدیقؓ، ہجرتِ طائف، اسراء و معراج، بیعت عقبہ اور ہجرتِ مدینہ کے واقعات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ باب دوم میں واقعہ ہجرت میں پوشیدہ اسباق، اسرار و حکم، منجزات و نتائج اور پیغام سے بحث ہے۔ کتاب پر اپنے پیش لفظ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے لکھا ہے: ”پیش نظر کتاب میں ان محرکات، واقعات، مراحل و منازل اور نتائج، برکات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہجرتِ کبریٰ کے الہامی سفر میں پیش آئے اور اس کی انقلاب آفرینی، عہد سازی بلکہ مردم گری اور مسیحائے کرداری پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تاریخ کے بہت سے ایسے حقائق بلکہ اکتشافات سامنے آ گئے ہیں جو تاریخی واقعات کے انبار کے نیچے دبے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ان گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو دعوتِ اسلامی، کردار سازی، دنیا کی تعمیر نو اور اصلاحِ انقلاب کے مقصد کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔“ (ص: ج ۱)

موضوع اس قدر مہتمم بالشان ہو، مصنف شہرہ آفاق درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل اور وہاں استاد ہوں اور پیش لفظ عالمی شہرت کی حامل شخصیت نے لکھا ہو جس میں ”مصنف کی محنت و مطالعہ، دقیقہ رسی اور حقیقت بینی کی داد“ دی ہو تو بجا طور پر توقع کی جانی چاہیے کہ کتاب، زبان، اسلوب و طرزِ زاد اور بحث و تحقیق کے اعلیٰ معیار پر مہوگ ہوگی لیکن

کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس توقع پر پانی پھر جاتا ہے اور بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ فاضل مصنف کی تصویر ایک ایسے پر جوش و پر شور خطیب کی ابھر کر سامنے آتی ہے جس کے پاس بھاری بھر کم اور گرج دار الفاظ کا بڑا ذخیرہ ہے لیکن اسے ان کے استعمال کا سلیقہ نہیں ہے۔ جوش خطابت میں وہ جملوں کی ترتیب و تسلیق پر دھیان نہیں دے پاتا اور تذکرہ و تائیت، واحد جمع اور دیگر قواعد زبان کی بھی اس کے نزدیک چنداں اہمیت نہیں۔ اس خامی نے کتاب کی مقصدیت کو بری طرح مجروح کیا ہے۔

کسی علمی و تحقیقی کتاب میں حوالوں کا جس قدر اہتمام ہونا چاہیے وہ نظر نہیں آتا۔ بکثرت واقعات اور روایات بلا حوالہ مذکور ہیں۔ احادیث کے حوالے نامکمل ہیں اور ثانوی مراجع کے واسطے سے دیے گئے ہیں۔ مصنف واقعات کا تسلسل روک کر اچانک تاثرات بیان کرنے لگتے ہیں۔ کتاب کی اتنی ضخامت کے باوجود سفر، ہجرت کے بارے میں بعض بنیادی معلومات نہیں آسکی ہیں۔ مثلاً ہجرت حبشہ کے ضمن میں قاری کو یہ نہیں معلوم ہو پاتا کہ حبشہ مکے سے کتنے فاصلے پر اور کس سمت میں ہے؟ اسی طرح ہجرت مدینہ کے ضمن میں یہ ذکر نہیں ہے کہ غار ثور مکہ سے کس سمت میں اور کتنے فاصلے پر واقع ہے؟ ایک جگہ مکہ سے طائف کا فاصلہ ۷۰ - ۷۵ کلومیٹر اور اسی صفحہ پر حاشیہ میں ۷۵ میل درج ہے (ص: ۱۲۹) حضرت ابراہیمؑ کے تذکرے میں ”اُر کو ان کا مقام، ہجرت نکھا گیا ہے (ص: ۷۷) حالانکہ وہ ان کا وطن تھا جہاں سے انھوں نے ہجرت کی تھی۔ فاضل مصنف نے بہت سی روایات اور باتیں بلا کسی تحقیق کے نقل کر دی ہیں۔ مثلاً وہ بتاتا جن میں ہے کہ غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے داخل ہونے کے بعد حکم الہی سے غار کے باہر بول کا درخت اُگ آیا تھا جس نے آپؐ کو چھپا لیا تھا (ص: ۲۹۵) یا ام مہذبہ کے خیمے میں ایک لاغر اور بے دودھ کی بکری سے آپؐ نے معجزاتی طور پر دودھ دودھ لیا تھا (ص: ۲۷۲ - ۲۷۳) وغیرہ۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ایسی روایتوں پر تنقید کی ہے اور ان کے ضعف و نکارت کی بنا پر انھیں قبول کرنے میں پس و پیش کیا ہے (سیرت النبی جلد سوم، طبع ۱۹۸۰ء ص: ۷۶۱ - ۷۶۲) مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ”حضرت عثمانؓ غنیؓ جیسے چند ایک بزرگوں کو چھوڑ کر دارالرقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مٹھ آنے والے اہل ایمان کی عمریں چالیس کے اندر تھیں (ص: ۷۶۴) اس طرح انھوں نے حضرت عثمانؓ کو بلا تحقیق بزرگ بنا دیا ہے حالانکہ اس وقت ان کی عمر بھی چالیس سے کم تھی (ان کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال ہوئی